نمبر ۱۳۷ | مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲ محرم سنہ ۱۳۵۰ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے بخیر و عافیت ہیں:۔

۱۹ مئی۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل ایک جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے لاہور تشریف لے گئے:۔

ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن نے قادیان میں ہجرت کر کے آنے کی خوشی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور چند اور بزرگوں کو ۱۹۔ مئی دعوت طعام دی:۔

مفتی محمد صادق صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو چھاتی پر زخم ہو گیا تھا۔ جس کا اپریشن کرانا پڑا۔ موصوفہ تاحال لاہور کے ہسپتال میں ہیں۔ اور تکلیف میں ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں:۔

جناب قاضی محمد علی صاحب مرحوم کا شاندار انجام

برادر محترم قاضی محمد علی صاحب مرحوم کے وصال کے مختصر حالات گزشتہ پرچہ میں دیئے جا چکے ہیں۔ اب کسی قدر تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں:۔

قاضی صاحب مرحوم کو پریوی کونسل کے فیصلہ کی اطلاع تاریخ پھانسی سے کئی روز قبل مل چکی تھی۔ اور پھانسی کی تاریخ کا بھی علم ہو چکا تھا۔ لیکن ان ایام میں جن لوگوں نے آپ سے ملاقات کی۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ان کی بشاشت اور اطمینان قلب پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور وہ حسب معمول نہایت خوش و خرم خدا تعالیٰ کی رضا پر شاکر نظر آتے تھے ہر ملنے والے کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرتے اور سلسلہ کی خدمت اور تبلیغ پر زور دینے کی تلقین کرتے۔ ۱۵ مئی ان کے خاندان کی خواتین اور مردوں نے ان سے آخری ملاقات کی۔ جو قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس موقعہ پر ہر ایک کو انہوں نے صبر کی نصیحت کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ اگر آپ لوگ دین و دنیا کی کامیابی چاہتے ہیں۔ تو احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ بعض رشتہ داروں اور خاصکر خواتین کو روتے دیکھکر انہوں نے کہا۔ دیکھو جس طرح میں ہنس ہنس کر خوشی اور مسرت کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوں۔ اسی طرح تم بھی کرو۔ ورنہ جو کوئی میرے سامنے روئے گا۔ میں اس سے ملاقات نہیں کرونگا اس طرح انہوں نے ہر ایک کو تسلی اور اطمینان دلایا۔ اور اپنے متعلق غم و فکر کا اظہار کرنے سے روک دیا۔ جتنی دیر ان کے خویش و اقارب ان کے پاس رہے۔ انہوں نے کوئی بات اپنے خانگی معاملات کے متعلق نہ کی۔ بلکہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ احمدیت ہی کرتے رہے۔ اپنے رویا اور کشوف سُنا کر یہی کہتے رہے۔ کہ میرے متعلق قطعاً کسی قسم کا

غم نہ کیا جائے مجھے اپنے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں مل چکی ہیں۔ کہ مجھے اپنی کامیابی اور فلاح میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہا۔ اور میں خدا تعالےٰ کی راہ میں نہایت اطمینان کے ساتھ جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں *

معلوم ہوا ہے۔ جناب قاضی صاحب مرحوم نے پھانسی کی تاریخ مقرر ہونے کے بعد یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ آخری وقت میں اگر اپنی جماعت کے ایک دو آدمیوں کو میرے پاس کھڑے رہنے کی اجازت مل سکے۔ تو اس کا انتظام کیا جائے۔ لیکن یہ اطلاع اتنے تنگ وقت میں ملی۔ کہ اس بارے میں کوئی انتظام نہ کیا جا سکا۔ اس سے ان کی غرض یہ خیال کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے لوگوں کو اس بات پر شاہد بنانا چاہتے تھے۔ کہ کس اطمینان اور استقلال کے ساتھ انہوں نے جان دی۔ اور کتنی خوشی اور مسرت انہیں اس موقعہ پر حاصل ہوئی۔ خدا تعالےٰ نے یہ بات دوسرے ذرائع سے پایۂ ثبوت تک پہونچا دی۔ اور ہر وہ شخص جس نے وفات کے بعد ان کا چہرہ دیکھا۔ اس پر ظاہر ہو گیا۔ کہ جس چہرہ پر موت کے بعد بھی مسکراہٹ کے ایسے آثار نمایاں ہیں۔ وہ آخری لمحہ تک کس قدر شگفتہ اور پُر مسرت ہو گا *

اگرچہ یہ معلوم تھا۔ کہ قریبی رشتہ داروں کے سوا کسی اور کو آخری ملاقات کی اجازت نہ مل سکے گی۔ تاہم ۱۵ مئی بہت سے اصحاب اپنے بھائی کی محبت کے باعث قادیان سے گورداسپور پہونچ گئے۔ اور انہوں نے ملاقات کرنے کی اجازت لینے کی کوشش کی جس میں کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۶ مئی صبح ۶ بجے کا وقت پھانسی کے لئے مقرر تھا۔ جیل کے ملازمین قاضی صاحب مرحوم کو کچھ دیر قبل تیاری کی اطلاع دینے کے لئے گئے۔ اور غالباً یہ سمجھکر گئے۔ کہ نہ معلوم انہیں تیار کرنے میں کس قدر دقت کا سامنا ہو۔ اور کتنا وقت لگے تو انہوں نے دیکھا۔ کہ قاضی صاحب نہایت اطمینان قلب کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے آگے سر بسجود ہیں۔ اور پورے انہماک کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز ختم کرنے کے بعد جب انہیں بتایا گیا۔ کہ وقت قریب ہے۔ تو انہوں نے خوشی اور مسرت کے ایسے لہجہ میں جو نہایت پُر مسرت مقام پر جانے اور عزت و احترام کی جگہ پر پہونچنے کے لئے بے تابانہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہا۔ میں تو ایک ہفتہ سے تیار ہوں۔ اس پر انہیں غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کا موقعہ دیا گیا۔ اور انہوں نے نہایت اطمینان کے ساتھ غسل کر کے کپڑے بدلے۔ اور ملازمین جیل کے ساتھ پھانسی کے تختہ کی طرف چل پڑے۔ سنا گیا ہے۔ اس وقت بھی انہوں نے نہایت خوشی اور مسرت کی لَے میں بعض فقرات کہے۔ اور ہنسی خوشی ملازمین جیل کو اپنا کام کرنے کا موقعہ دیا۔ اس کے لئے پندرہ منٹ کے قریب وقت صرف ہوا۔ اور ساڑھے چھ بجے کے قریب

ان کا بے جان جسد جیل سے باہر لا کر ان اصحاب کو دے دیا گیا جو اس کے لئے وہاں موجود تھے۔ اسی جگہ آخری غسل کا سامان تیار تھا یہ فرض ڈاکٹر غلام غوث صاحب۔ اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نے بمعیت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی۔ اور شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل نے ادا کیا۔ کفن پہنانے کے بعد صندوق میں لاش بند کر کے لاری پر رکھ لی گئی۔ اور سوا آٹھ بجے لاری قادیان کو روانہ ہو گئی۔ ۱۱ بجے کے قریب لاری جب قادیان کے قریب پہنچکر ایک جگہ ٹھیری۔ تو بہت سے لوگ وہاں پہونچ گئے۔ اور اس وقت تک ایک بہت بڑا مجمع احمدیہ چوک میں جمع ہو چکا تھا۔ لاری جب احمدیہ چوک میں پہونچی۔ تو تابوت کو لاری سے نکال کر چارپائی پر رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اطلاع بھجوائی۔ کہ تابوت جب مقبرہ بہشتی میں لے جانے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو خبر دی جائے لیکن منتظمین کو یہ اطلاع نہ پہونچی۔ اور جب حضور تشریف لائے۔ تو تابوت اٹھا کر لے جایا جا چکا تھا۔ حضور نے رستہ میں تابوت رکوانے کے لئے آدمی دوڑائے جنہوں نے قبل اس کے کہ تابوت مرزا سلطان احمد صاحب کے باغ میں داخل ہو۔ جہاں نماز جنازہ پڑھی جانی تھی۔ باغ کے کنارے کے قریب روک لیا۔ اور جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پہونچ گئے۔ تو آگے لے جایا گیا۔ اس وقت تک باغ میں اتنا بڑا ہجوم جمع ہو چکا تھا۔ کہ تابوت اٹھا کر چلنا مشکل ہو گیا۔ اور پھر جب نماز جنازہ پڑھی جانے لگی۔ تو ہجوم کی کثرت کی وجہ سے صفوں کا انتظام محال نظر آیا۔ اس کے لئے بہت سے آدمی مقرر کئے گئے۔ لیکن جب انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ ہجوم کے ریلوں کو ترتیب میں نہ لا سکے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بذاتِ خود معہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے۔ مولانا سید سرور شاہ صاحب پھر کر صفیں درست کرائیں۔ اور پھر نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں بہت دیر تک لمبی دعائیں کیں جب حضور نماز جنازہ پڑھانے لگے۔ تو مرحوم کی ہمشیرہ نے عرض کی۔ یہ آپ کا عاشق صادق تھا۔ آخری وقت تک آپ کا ہی نام اس کی زبان پر تھا۔ اس کے لئے بہت دعائیں کی جائیں۔ نماز جنازہ کے بعد حضور نے ہجوم کے اشتیاق اور پے بہ پے درخواستوں پر فرمایا۔ کہ دفن کرنے سے قبل سب کو چہرہ دکھایا جائے گا۔ یہ کہنے کے بعد جنازہ اٹھانے کا ارشاد فرمایا۔ اور خود جنازہ کو کندھا دیا۔ اس وقت ہجوم کی یہ حالت تھی۔ کہ چلنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ ان کے پاؤں کہاں پڑ رہے ہیں۔ جنازہ کے آگے آگے دو رویہ کچھ اصحاب رستہ بناتے جاتے تھے۔ آخر جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ والے مکان کے شرقی دروازہ کے پاس رکھا گیا۔ اور سب لوگوں کو اس جگہ ٹھیرنے اور صرف جنازہ اٹھانے والوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ مکان کے اندر جنازہ لے جا کر اس دروازہ کے پاس شمالاً جنوباً رکھ دیا گیا۔ جو شمال کی طرف کھلتا ہے۔ اور پہلے خواتین کو دیکھنے

کا موقعہ دیا گیا۔ خواتین اس دروازہ سے مکان میں داخل ہوتیں۔ اور جنوب مغربی دروازہ سے باہر باغ میں نکل جاتیں۔ اگرچہ صرف چلتے چلتے شکل دیکھنے کا موقعہ دیا جاتا۔ تاہم خواتین کا اتنا بڑا ہجوم تھا۔ کہ دو گھنٹہ کے قریب وقت صرف ہوا۔ اس کے بعد اسی دروازہ سے مردوں کو داخلہ کی اجازت دی گئی۔ جو شرقی دروازہ سے باہر نکلتے جاتے۔ ایک بجے کے قریب یہ سلسلہ ختم ہوا۔ اس دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ جنازہ کے پاس موجود رہے اور انتظام کے متعلق ضروری ہدایات ارشاد فرماتے رہے۔ جناب قاضی صاحب کے خاندان کی خواتین اور مرد بھی جنازہ کے پاس کھڑے رہے جب سب لوگ چہرہ دیکھ چکے۔ جن میں کئی ایک غیر احمدی اور غیر مسلم بھی تھے۔ تو صندوق سے لاش نکال کر چارپائی پر رکھی گئی۔ اور ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اس کا فوٹو لیا۔ اس کے بعد پھر لاش کو صندوق میں رکھ دیا گیا۔ اور مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کے مشرق کی طرف دفن کی گئی۔ قبر مکمل ہو جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے دعا فرمائی۔ اور واپس تشریف لے آئے *

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ چہرہ پر اس قسم کی کوئی علامت نہ تھی۔ جو کہ پھانسی پانے والوں کے متعلق ضروری سمجھی جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ عین آخری وقت خدا تعالےٰ نے کوئی خاص نظارہ دکھا کر آناً فاناً روح قبض کر کے پھانسی کی تکلیف سے بچا لیا۔ اور پھانسی کا تختہ جب کھینچا گیا۔ تو بے جان لاش اس وقت لٹکی۔ مرحوم کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ نور برس رہا ہے۔ اور لبوں پر مسکراہٹ کی علامات ہویدا تھیں۔ رنگ کھلا ہوا۔ اور صاف تھا۔ صرف گردن پر گدی کے قریب دائیں طرف رگڑ کا چھوٹا سا نشان تھا مرحوم کی دورانِ جیل کی لکھی ہوئی بہت سی تحریریں دستیاب ہوئی ہیں۔ جن میں کئی ایک ایسی رؤیا ہیں۔ جو نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوئیں۔ اور جو مرحوم کے اطمینان اور سکینت کا موجب تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ مرحوم نے آخری وقت میں ایک وصیت بھی لکھی جس میں زیادہ زور تبلیغ احمدیت پر دیا ہے جیل میں خود مرحوم کی جیل کی یادداشتوں سے یہ بات نہایت نمایاں طور پر واضح ہوتی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور الفت میں بالکل گداز تھا۔ اور اس کی رگ رگ میں حضور کی محبت رچی ہوئی تھی۔ اگرچہ مرحوم اردو اچھی طرح نہ جانتا تھا۔ اور اردو اشعار لکھنے کی مشق نہ تھی۔ لیکن باوجود اس کے قلبی جوش اور محبت کا اظہار نثر کے علاوہ اپنے رنگ کے اشعار میں بھی بڑے زور سے کرتا رہا۔ ہم کوشش کریں گے۔ کہ اس قسم کی بعض تحریریں ناظرین کے ازدیادِ ایمان کے لئے شائع کریں۔ اور بعض رؤیا بھی پیش کریں *

غرض مرحوم کی موت ایک شاندار موت تھی۔ اور جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا۔ اس کی وجہ سے اسے وہ اعزاز اور اکرام حاصل ہوا۔ جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ احباب دردِ دل کے ساتھ

370

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

کیا مسلمان اپنی حفاظت کے لئے کچھ نہ کرینگے

ہندوؤں کی دو طرفہ جدوجہد

ہندو لیڈر جہاں ایک طرف گورنمنٹ سے ملکی اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں دوسری طرف اپنے اندر نہ صرف حکومت کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کی۔ بلکہ ہندوستان کی دوسری اقوام پر غلبہ حاصل کر کے مکمل ہندو راج قائم کرنے کی تیاریوں میں بھی لگے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کی غفلت

لیکن افسوس کہ مسلمان بالکل غافل ہیں۔ اور اس قدر غافل ہیں۔ کہ اپنی حفاظت کا بھی انہیں خیال نہیں۔ ان کا ایک طبقہ تو ایسا ہے۔ جو اپنا سب کچھ ہندوؤں کے سپرد کر چکا ہے۔ اور یہ خیال کئے ہوئے ہے۔ کہ جب ہندوستان کی حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ تو ہندو خود بخود انہیں مونہہ مانگے حقوق دے دیں گے۔ اور ان کے سارے مطالبات پورے کر دیں گے۔ گو ایسے لوگوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ مگر ہے ضرور۔ باقی لوگ جو ہندوؤں کی ذہنیت۔ ہندوؤں کے اس وقت تک کے سلوک اور ان کے آئندہ کے ارادوں کا صحیح اندازہ کئے ہوئے ہیں۔ ان میں یہ احساس ضرور ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کو کچھ حاصل ہوا۔ ان کے حقوق کی حفاظت ہوئی۔ ان کی زندگی قائم رہی۔ تو محض خدا کے فضل اور ان کی اپنی کوشش اور سعی سے قائم رہے گی۔ انہیں ہندوؤں پر ایک ذرہ بھی اعتبار نہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کی سرگرمیوں میں وہ رُوح نظر نہیں آتی۔ جو انقلاب کے وقت کسی قوم کو تباہی و بربادی سے بچانے کا موجب ہوا کرتی ہے۔ ان میں وہ اتحاد نہیں پایا جاتا۔ جو قلیل التعداد قوموں کو کثیر التعداد ستم شعاروں کے مقابلہ میں چٹان کی مانند قائم رکھتا ہے۔ ان میں وہ انتظام نہیں دکھائی دیتا جس کے ذریعہ تھوڑے بہتوں پر غالب آیا کرتے ہیں۔

انتہا درجہ کا نازک وقت

اس وقت تک بیسیوں نہیں سینکڑوں اور ہزاروں مرتبہ مسلمانوں کو موجودہ نازک حالات کی اہمیت کا احساس کرانے کی کوشش کی گئی۔ بارہا انہیں خطرہ سے آگاہ کرنے کے لئے شور مچایا جا چکا۔ ہر طرف سے انہیں بیدار کرنے کے لئے آوازیں بلند ہوئیں لیکن تا حال ان کی غفلت دُور نہیں ہوئی۔ اب بالکل آخری وقت آپہونچا ہے۔ اور وہ لوگ جو ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے صدیوں سے درپردہ جدوجہد کر رہے تھے۔ بالکل نمایاں ہوکر کام کرنے لگے ہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں نے اپنی حفاظت کی کوشش نہ کی۔ اور اپنے آپ کو بچانے کے انتظامات نہ کئے۔ تو پھر اسی انجام کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ جو سپین میں مسلمانوں کا ہوا کہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ ایک لمبا عرصہ حکومت کرنے والوں کا نام و نشان مٹ گیا۔

ہندو کس قسم کا سوراجیہ قائم کرنا چاہتے ہیں

چند ہی روز ہوئے۔ لاہور میں ہندو مہا سبھا اور ہندو نوجوانوں کی کانفرنس کے جو اجلاس بھائی پرمانند اور ڈاکٹر مونجے کے زیر انتظام ہوئے۔ ان میں ہندو لیڈروں نے بالکل واضح الفاظ میں مسلمانوں کے متعلق اپنے ارادوں کا اظہار کر دیا ہے۔ اور کھلے الفاظ میں بتا دیا ہے۔ کہ وہ کس قسم کا سوراجیہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے کن تیاریوں میں مصروف ہیں۔ بھائی پرمانند کے بیانات کے متعلق ہم ایک گزشتہ پرچہ میں اظہار خیالات کر چکے ہیں۔ اب ڈاکٹر مونجے کے خیالات پیش کرتے ہیں:۔

ڈاکٹر مونجے نے ہندو نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"سوراجیہ کے دو راستے ہیں۔ ایک تو سکھ کا راستہ ہے اور دوسرا دُکھ کا راستہ ہے۔ جو رانا پرتاپ اور دیگر علمبرداران مذہب کا راستہ تھا۔ نوجوانو! دونوں میں سے جونسا راستہ چاہو۔ اختیار کر لو"۔

ان الفاظ میں اگرچہ یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ سوراجیہ کا دُکھ کا راستہ جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک رانا پرتاپ اور دیگر علمبرداران مذہب کا راستہ تھا۔ وہ کس کے مقابلہ میں اختیار کیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہکر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ:۔

"کہا جاتا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر سوراجیہ نہیں مل سکتا۔ میں یہ مانتا ہوں۔ کہ ہندوستان کو مسلمان کے ساتھ کیا انگریز۔ جرمن۔ بلکہ امریکنوں سے بھی اتحاد کرنا چاہیئے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم سب سے دوستی پیدا کریں۔ لیکن اگر کوئی دوستی نہ رکھنا چاہے۔ تو ہم پرواہ بھی نہ کریں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بیک وقت انگریزوں اور پٹھانوں سے لڑ کر اپنا سوراجیہ قائم کیا۔ اسی طرح سیواجی تین طرف لڑتے رہے۔ پھر سوچو۔ تم کیوں بُزدل بنتے ہو۔ نوجوانو اتحاد کا راستہ تو بالکل سیدھا ہے۔ جاؤ مسجد میں اتحاد کل ہوجائیگا مگر دھرم اور تہذیب کی حفاظت مطلوب ہے۔ تو راستہ دُوسرا ہے"۔

کیا ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی ٹھکانا نہیں

الفاظ بالکل واضح اور مطلب بہت صاف ہے۔ ہندو نوجوانوں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کر کے اس بات کی تلقین کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو اپنے رستہ کا روڑا قرار دے کر ہٹا دیں۔ اور ان کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہندو لغت میں سوراجیہ کے معنی ہندو راج کے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر مونجے نے کھلے الفاظ میں اعلان کر دیا:۔ کہ

"میں ہندوستان میں سوراجیہ صرف اس لئے چاہتا ہوں کہ ہندوستان کا ہندو دھرم۔ ہندو تہذیب اور ہماری روایات قائم رہیں۔ اُس کی تہذیب زندہ رہے"۔

چونکہ ہندو دھرم۔ ہندو تہذیب۔ اور ہندو روایات قائم کرنا سوراجیہ کی اصل غرض ہے۔ اس لئے ان لوگوں کے لئے ہندوستان میں کوئی گنجائش نہیں۔ جو ہندو دھرم نہیں رکھتے۔ ہندو تہذیب نہیں اختیار کرتے۔ اور ہندو روایات سے کوئی لگاؤ ظاہر نہیں کرتے۔ ہندوؤں کے نزدیک اس جرم کے مجرم مسلمانوں سے بڑھ کر اور کون ہوسکتے ہیں۔ پس سوراجیہ کی پہلی برکت ہندوستان سے مسلمانوں کا صفایا ہے۔ لیکن کیا مسلمان اس کے لئے تیار ہیں کہ جہاں ان کے آبا و اجداد نے صدیوں حکومت کی۔ جہاں کی خاک میں ان کی ہڈیاں مدفون ہیں۔ جہاں ان کی قیمتی یادگاریں موجود ہیں۔ اور جسے وہ اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ اس میں ان کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کیا جائے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو انہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے جو انہیں خطرناک طور پر چیلنج دے رہے ہیں۔ وہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا وہ متحد ہوگئے ہیں۔ کیا انہوں نے اپنی تنظیم کر لی ہے۔ کیا انہوں نے اپنی حفاظت کا ضروری سامان مہیا کر لیا ہے۔ اگر نہیں۔ تو کس وقت کی انتظار میں ہیں۔ اور جو کچھ نظر آرہا ہے۔ اس سے زیادہ کس چیز کے منتظر ہیں۔

ہندوؤں کی تیاریاں

ڈاکٹر مونجے وغیرہ ایک عرصہ سے ہندوؤں کو ہر قسم کی تیاریاں کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ اور اس وقت نہ صرف ہندو مرد بلکہ ہندو عورتیں بھی بہت کچھ تیار ہو چکی ہیں۔ اب بھی ڈاکٹر مونجے نے یہ ہدایت کی ہے۔ کہ:۔

"ہر ایک باپ کو چاہیئے۔ وہ دیکھے۔ کہ اس کے بچے کو لاٹھی چلانا۔ بندوق چلانا۔ اور دیگر جسمانی ورزشیں آتی ہیں۔ یا نہیں۔

آپ یہاں وسیع پیمانہ پر ملٹری کالج کھولیں۔ کوئی روک نہیں سکتا۔ پنجاب ایک فوجی صُوبہ ہے۔ اس کے لئے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ اگر مناسب تربیت ہو گئی۔ تو پنجاب ہندوستان تو کیا ساری دُنیا کی حفاظت کر سکے گا۔ آپ پہلے تیاری کریں۔ میں مہاراشٹر کو بھی آپ کے پیچھے پیچھے لاؤنگا“

صاف ظاہر ہے۔ کہ لاٹھی چلانا۔ بندوق چلانا۔ اور دیگر جسمانی ورزشیں کرنا گورنمنٹ کی توپوں اور مشین گنوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ تیاریاں گورنمنٹ کے مقابلہ میں تو ہو نہیں سکتیں۔ ان کا نشانہ صرف نہتے۔ قلیل التعداد۔ اور پراگندہ حال مُسلمان ہی بن سکتے ہیں۔ اور انہی کو مدنظر رکھ کر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ مسلمان سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہوئے غافل پڑے ہیں ؛

اپنی حفاظت کا انتظام

دوسروں پر ظلم و ستم کرنا زبردستی ان کے حقوق غصب کرنا۔ بزور ان کے گلے میں اپنی غلامی کا طوق ڈالنا جس قدر شرمناک فعل ہے۔ اپنی حفاظت کرنا۔ اپنے حقوق محفوظ رکھنا۔ اپنی جان۔ اپنی عزت اور اپنا مال بچانا اتنا ہی شریفانہ کام ہے پس ہم مسلمانوں سے یہ نہیں کہتے۔ کہ دوسروں کو تختہ مشق بنانے کے لئے لاٹھی اور بندوق چلانا سیکھیں۔ لیکن یہ ضرور کہتے ہیں۔ کہ دوسروں کی لاٹھی اور بندوق سے بچنے کا انتظام کریں۔ اگر ہندوؤں کو لاٹھی اور بندوق چلانے کی مشق کرنے اور وسیع پیمانہ پر ملٹری کالج کھولنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اس صورت میں کوئی روک نہیں سکتا۔ کہ وُہ قلیل التعداد اقوام کو نشانہ قرار دے کر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ تو مسلمانوں کو اپنی حفاظت کا انتظام کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ وُہ اس طرف توجہ نہیں کرتے ؛

مُسلمانوں کے خلاف ہندوؤں اور سکھوں کا اتحاد

مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے اور ان کے حقوق غصب کرنے کے لئے ہندو خود ہی کم نہ تھے۔ کہ اب انہوں نے سکھوں کو بھی اپنا آلۂ کار بنا لیا ہے۔ اور سکھ اپنی روایتی عقل و سمجھ سے کام لے کر ان کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ ہندو کانفرنس میں بھائی پرمانند نے جہاں مسلمانوں کے خلاف آتش فشانی کی۔ وہاں سکھوں کی تعریف و توصیف کے پل باندھ دیئے۔ اس کے بدلے سکھوں کا اخبار ”اکالی“ (۱۸ مئی) ہندو مہاسبھا کو خراجِ تحسین ادا کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

”ہمارے خیال میں ہندو سبھا نے بہت اچھا رویہ رکھا ہے ہمیں یہ شکایت ہے۔ کہ مہاتما گاندھی اور کانگریس مسلمانوں سے ڈر کر ان کے فرقہ وارانہ مطالبات کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ اس طرح سے ڈر جانا سوراج کی جڑ میں زہر بو دینا ہے۔ اگر کانگریس ڈر گئی ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس کو اس ڈر سے نکالیں۔ ہندو سبھا کا رویہ اس میں بہت اثر کرے گا۔ سنٹرل سکھ لیگ نے بھی یہی پوزیشن اختیار کی ہے۔ یہ دونوں جماعتیں فرقہ داری کو بالکل مٹا دینے کے حق میں ہیں“

مطلب یہ کہ ہندو اور سکھ مل کر کانگریس پر یہ دباؤ ڈال رہے ہیں۔ کہ وُہ مسلمانوں کے مطالبات پُورے کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔ مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کانگریس پہلے ہی سب کچھ پڑھی ہوئی ہے ؛

بعض مذہبی امُور میں سکھوں اور ہندوؤں میں اختلاف ہو تو اور بات ہے۔ لیکن تمدنی۔ معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے وُہ ایک ہی طبقہ ہیں۔ اور انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہی قوم قرار دینا چاہیئے۔ لیکن گورنمنٹ نے غلطی سے انہیں علیٰحدہ فرقہ قرار دے کر جہاں ہندوؤں کو یہ موقعہ دے دیا ہے۔ کہ وُہ سکھوں کو تصفیہ کے رستہ کا روڑا بنا کر رکھدیں۔ وہاں مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے جب تک اس غلطی کی اصلاح نہ ہوگی۔ یا صاف طور پر سکھوں اور ہندوؤں کو بتا نہ دیا جائے گا۔ کہ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں نہیں بدلا جا سکتا۔ اس وقت تک یہ فتنہ دُور نہ ہوگا۔ یہ بات بتانا جہاں گورنمنٹ کا فرض ہے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے ؛

فوج کے شعبہ محاسبی میں ہندو راج

فوج کا محکمہ کلیۃً ان قوموں سے تعلق رکھتا ہے۔ جو جنگی قومیں ہیں۔ اور جن میں سب سے زیادہ حصّہ پنجاب کے مسلمانوں کا ہے اس وجہ سے ہونا تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ اس محکمہ کے ہر حصّہ میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوتی۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ فوج میں بھرتی ہو کر لڑنے مرنے۔ میدان جنگ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے ۔ اور ملک اور حکومت کے لئے جانیں دینے والوں میں تو سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ لیکن آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے اور معقول تنخواہیں وصُول کرنے کے کاموں پر بہت بڑی کثرت سے ہندو قابض ہیں۔ چنانچہ لاہور ملٹری ڈسٹرکٹ جس میں ملتان۔ لاہور۔ فیروزپور۔ سیالکوٹ اور جالندھر کی چھاؤنیاں شامل ہیں کے ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کے جو شمار و اعداد معزز معاصر ”انقلاب“ نے شائع کئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ اس محکمہ کی چھوٹی بڑی کل ۵۳۵ اسامیوں میں سے صرف ساٹھ مسلمانوں کو۔ ۴۱۴ ہندوؤں کو۔ اور ۴۳ سکھوں کو ملی ہوئی ہیں۔ گویا پنجاب کے ۵۶ فیصدی مسلمانوں کے مقابلہ میں جو جنگی خدمات بجا لانے اور فوجی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کو ۷۷ فیصدی۔ اور مسلمانوں کو گیارہ فیصدی ملازمتیں حاصل ہیں۔ اور وُہ بھی ادنےٰ درجہ کی۔ اس شعبہ میں ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر کی اسامی سے ہندوستانیوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ مگر اس عہدہ کی ۱۱ اسامیوں میں سے آٹھ پر ہندو ایک پر سکھ اور دو پر عیسائی مقرر ہیں۔ اس سے نیچے آفس سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ ہے جسکی ۴۲ اسامیاں ہیں۔ ان میں سے ۳۱ پر ہندو۔ ۳ پر سکھ ۳ پر عیسائی قابض ہیں۔ اور صرف ۳ مسلمانوں کے حصہ آئی ہیں مستقل کلرک ۳۸۴ ہیں۔ جن میں سے ۳۰۲ ہندو۔ ۴۴ مسلمان۔ ۳۰ سکھ اور ۸ عیسائی ہیں۔ عارضی کلرک ۴۶ ہیں۔ جن میں سے ۳۷ ہندو ۴ مسلمان ۳ سکھ اور ۲ عیسائی ہیں ؛

یہ اس صوبہ کے ملٹری ڈسٹرکٹ کے صیغہ محاسبی کے عہدہ داروں کی تفصیل ہے جس میں بسنے والے مسلمان نہ صرف تمام دوسری اقوام سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ بلکہ جنگی خدمات کے لحاظ سے بھی خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور بہت بڑی تعداد میں فوجوں میں بھرتی ہیں۔ یہ نہایت ہی افسوسناک ناانصافی ہے اور جنگی قوموں میں اس کا احساس بے حد خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ حکومت کو بہت جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے ؛

آریوں اور ہندوؤں کی شرمناک سازش

ہندوؤں اور آریوں کی یہ عادت سی ہو گئی ہے کہ جب کوئی آریہ یا ہندو اپنی شرارت اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے کسی جوشیلے شخص کی غیرت اور حمیت کا شکار ہوتا ہے۔ تو شور مچا دیتے ہیں۔ کہ یہ ایک بڑی سازش کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ آج تک کسی واقعہ کے متعلق بھی وُہ یہ دعوے ثابت نہیں کر سکے۔ حال میں پراچین کہانی کے پبلشر اور اس کے دو اسسٹنٹوں کے متعلق جو واقعہ ہوا ہے۔ اس کی نسبت بھی کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ اس کی پوری تحقیقات کرے ؛

ہندو کہیں یا نہ کہیں۔ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ اس بارے میں پوری تحقیقات کرے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جو سازش پایہ ثبوت تک پہونچ چکی ہے۔ اس کے متعلق کیوں نہ ضروری کارروائی کی جائے ؛

آریوں اور ہندوؤں کی طرف سے پے بہ پے ایسی دل آزار اور فتنہ انگیز کتب کا شائع ہونا جو مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ اور صبر آزما ہیں۔ اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے شائع ہونا اس سازش کا کھلا ثبوت ہے۔ جو مسلمانوں کے مذہب کی توہین کے متعلق کی گئی ہے۔ اور جس پر پورے اہتمام کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ اس کا پوری طرح انسداد کرے اور آریوں و ہندوؤں کی فتنہ انگیزی کو روکے ؛

اسلام پر اعتراضات کے جواب

خداتعالیٰ کے رحمٰن اور رحیم ہونے پر بانیٔ آریہ سماج کا اعتراض

دیگر مذاہب کے متعلق ناواقفیت

پنڈت دیانندجی بانیٔ آریہ سماج نے ویدک دھرم کے متعلق جو عجیب و غریب انکشافات کئے۔ وہ خواہ کتنے ہی مضحکہ خیز۔ خلاف فطرت اور انسانیت کُش ہوں۔ تاہم انہیں حق پہنچتا تھا۔ کہ اپنے خیال میں اپنے مذہبی احکام کی جو بہتر سے بہتر تاویل کرسکتے تھے۔ کریں۔ اور جس رنگ میں بھی مناسب سمجھیں۔ انہیں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اسی طرح انہیں یہ بھی حق حاصل تھا۔ کہ ویدک دھرم کی بے شمار شاخوں کے متعلق جس طرح چاہتے۔ نکتہ چینی کرتے۔ اور جسے چاہتے ترجیح دیتے۔ لیکن نہ معلوم انہیں یہ کیا شوق آیا۔ کہ وہ مذاہب جن کی مذہبی مقدس کتب شاید انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی۔ اور اگر کہیں دیکھنے کا موقعہ ملا ہوگا۔ تو ان کا ایک لفظ بھی پڑھنے اور سمجھنے کی اہلیت نہ تھی۔ ان پر اعتراض کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور اپنے منہ اپنے آپ کو "محقق" قرار دیکر ایسی ایسی باتیں کہہ گئے۔ جن کی امید کسی معمولی عقل و سمجھ کے انسان سے بھی نہیں کی جاسکتی۔ اس مضمون میں ان کا اسی قسم کا ایک اعتراض پیش کرکے اس کا جواب دیا جاتا ہے

سورۂ فاتحہ کی ایک آیت پر اعتراض

دیانندجی سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت الحمد للّٰہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا۔ اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا۔ تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا"

اسلام نے مذہب میں جبر کا کوئی حکم نہیں دیا

قرآن کے خدا نے دوسرے مذاہب والوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم کہاں دیا ہے۔ دیانندجی نے یہ نہیں بتایا۔ شاید انیسویں صدی کے اس انوکھے محقق نے سمجھا ہو۔ کہ جو کچھ وہ کہدے۔ اس کا انکار کرنے کی کسی کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن ہم تمام آریہ صاحبان سے کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ سمجھ کر بے سروپا باتیں کہی گئی تھیں۔ تو حد درجہ کی کوڑمغزی کا ثبوت دیا گیا تھا۔ کیونکہ عقلمند انسانوں کے نزدیک بلادلیل اور بغیر ثبوت کوئی دعویٰ قابل اعتنا نہیں ہوسکتا۔ دیانندجی کا فرض تھا۔ کہ جو اعتراض انہوں نے اسلام کے خدا کے متعلق کیا تھا اس کا ثبوت بھی پیش کرتے۔ اور قرآن کریم کی آیات پیش کرکے بتاتے۔ مگر چونکہ دیانندجی نے اس قسم کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا۔ بالکل بے سروپا کہا۔ جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے کہا۔ ضد اور تعصب کے باعث کہا۔

مذہب میں جبر کی ممانعت

قرآن کریم میں قطعاً کوئی ایسی آیت نہیں جس میں غیر مذاہب کے لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ بلکہ اس کے خلاف یہ ارشاد موجود ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں قطعاً کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ گویا اسلام نے مذہبی لحاظ سے ہر شخص کو کامل طور پر آزادی دی ہے۔ اور اس وجہ سے کسی پر جبر کرنا گو وہ مسلمان نہیں۔ قطعاً ناجائز قرار دیا ہے۔ پھر کسقدر دیدہ دلیری ہے۔ وہ شخص جو اسلام پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اس میں دوسرے مذہب والوں کو مذہبی اختلاف کیوجہ سے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر اس کے ثبوت میں کوئی دلیل بھی نہیں دیتا۔ دیانندجی نے اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔ جب یہ کہا ہے۔ کہ اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا۔ تو دوسرے مذہب والوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا۔ قرآن کے خدا نے قطعاً اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔

ویدوں میں جبر و ستم کے احکام

اس کے مقابلہ میں جب ہم ویدوں کے ایشور کے متعلق دیکھتے ہیں۔ تو اس کے ایسے ایسے احکام نظر آتے ہیں۔ جو نہایت ہی ظالمانہ ہیں۔ مثلاً یجروید ۱۳/۱۲ میں ایک منتر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اے راج پرش۔ آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں۔ اے جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے۔ آپ اس کو اُلٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں۔"

کیا ہی محبت، اور شفقت سے پُر تعلیم ہے۔ اور کیا ہی عمدگی سے ثابت کر رہی ہے۔ کہ ویدک ایشور دنیا کا پروردگار اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا ہے۔

اور دیکھئے۔ آتا ہے۔

"ہم لوگ جس سے دشمنی کریں۔ اور جو ہم سے دشمنی کرے۔ اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں۔ یا جو بھی اس کو شیر کے منہ میں ڈال دے"۔ (یجروید ۱۴/۱۵)

"وہ جس سے ہم دویش کرتے ہیں۔ یا جو ہم سے دویش کرتا ہے اس کو ہم ہوا اور پانی کے دُکھ دینے والے گُن روپی مُنہ میں ڈال دیں"۔ (یجروید ۱۸/۱۵)

"ہم لوگ جس دشمن سے دویش کریں۔ یا جو ہم سے دویش کرے۔ اس کو ہم لوگ خونخوار جانوروں کے منہ میں ڈالدیں"۔ (یجروید ۱۹/۱۵)

"جن سے ہم لوگ نفرت کرتے ہیں۔ یا جن کو ہم ناراض کرتے ہیں۔ یا جو ہم کو دکھ دیتے ہیں۔ ان کو ہم ان ہواؤں کے منہ میں ڈال کر اس طرح دکھ دیں جسطرح بلی کے منہ میں چوہا"۔ (یجروید ۱۶/۶۵-۶۶)

وید مقدس کے ان منتروں میں کھلے طور پر یہ حکم ہے۔ کہ جن لوگوں سے تم نفرت کرتے ہو۔ یا جن لوگوں سے تم ناراض ہو۔ یا جو لوگ تمہارے لئے تکلیف کا موجب ہیں۔ یا جنہیں تم ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہو۔ ان کو مختلف طریقوں سے تڑپا تڑپا کر مار ڈالو۔ اگرچہ اوپر بتایا جاچکا ہے۔ کہ ویدمیں ایسے لوگوں کو الٹا لٹکا کر زندہ آگ میں جلا ڈالنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے سوا قتل کے اور طریق بھی بتائے گئے ہیں۔ شیر یا کسی اور جنگلی درندہ کے منہ میں کسی انسان کو دیکھنے کا اتفاق شاید ہی کسی کو ہوا ہو۔ اسی طرح ہوا اور پانی کے دکھ دینے والے گن روپی منہ میں پڑے ہوئے کسی بدقسمت کو بھی بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ اس لئے ان کی دردناک اور تکلیف دِہ موت کا حقیقی تصور شاید مشکل ہو۔ لیکن بلی کے منہ میں چوہے کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ اکثر لوگوں نے دیکھی ہوگی۔ اس سے اندازہ لگا لیا جائے۔ کہ ویدک ایشور اپنے بھگتوں کو غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کس طرح تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

اس سے بھی زیادہ بے رحمی کی تعلیم سے وید کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ لیکن نمونتاً یہ چند منتر ہی کافی ہیں جنہیں پیش کرکے ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں۔ کیا یہی وہ ویدک ایشور ہے۔ جس کے مقابلہ میں سوامی دیانند نے قرآن کریم کے پیش کردہ خدا پر مسلمانوں کے ہاتھ سے دوسرے مذاہب والوں کو قتل کرانے کا الزام لگایا ہے۔

ویدوں میں حیوانات کو مارنے کا حکم

اب رہا اس اعتراض کا دوسرا پہلو کہ چونکہ قرآن کے خدا نے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے وہ ساری دنیا کا پروردگار نہیں ہوسکتا۔ اور نہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا کہلا سکتا ہے :-

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ اگر ہندو دھرم میں بھی جانوروں کو مارنے کا نہ صرف حکم ہو۔ بلکہ مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لئے بھی ضروری ہو۔ تو پھر اسلام پر اعتراض کرنا کسقدر بے ہودگی ہے۔

اس وقت ہم ویدوں کے ان حوالوں سے قطع نظر کرتے ہوئے جن میں ہر قسم کے جانوروں حتی کہ گائے بیل کو بھی مارنے اور ان کا گوشت استعمال کرنے کا حکم ہے۔ ایک ایسی ہستی کے بیانات پیش کرتے ہیں جس کی تشریحات پر موجودہ ہندو دھرم قائم ہے۔ اور جس کے جابجا حوالے سوامی دیانند نے بھی اپنی کتابوں میں اپنی تائید میں نقل کئے ہیں۔ وہ منوجی مہاراج ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

(۱) مچھلی کے گوشت سے دو مہینے تک۔ ہرن کے گوشت سے ۳ ماہ تک۔ مینڈھے کے گوشت سے چار ماہ تک۔ پرندوں کے گوشت سے ۵ ماہ تک۔ ان کی سیری رہتی ہے۔ منو ۳/۲۶۹

(۲) بکرے کے گوشت سے ۶ ماہ تک۔ داغدار ہرن کے گوشت سے ۷ ماہ تک۔ چیتل کے گوشت سے ۸ ماہ تک۔ پاڑھے کے گوشت سے ۹ ماہ تک متوفی بزرگوں کو سیری رہتی ہے۔ منو ۳/۲۷۰

(۳) سوئر اور بھینسے کے گوشت سے ۱۰ ماہ تک۔ خرگوش اور کچھوے کے گوشت سے ۱۱ ماہ تک بزرگوں کی ارواح سیر رہتی ہیں۔ منو ۳/۲۷۱

(۴) گائے کے دودھ یا اس کی کھیر سے ۱۲ ماہ تک لمبے کان والے بکرے کے گوشت سے ۱۲ برس تک ارواح کو سیری رہتی ہے۔

(۵) رہو اور بلی مچھلیوں کے گوشت سے گینڈے۔ لال بکرے شہد اور منیوں کے اینہ سے بیحد سیری ہوتی ہے۔ منو ۳/۲۷۲

ان شلوکوں سے ظاہر ہے۔ کہ اپنے بزرگوں کے ارواح کو خوش کرنے اور راحت پہنچانے کے لئے مختلف قسم کے جانوروں کا گوشت کھلانے کی تلقین کی گئی ہے۔

اسلام کا احسان قائلین تناسخ پر

اب اگر جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت دینے سے قرآن کے پیش کردہ خدا کے رحم اور بخشش پر اعتراض پڑتا ہے۔ تو اس اعتراض سے ویدک ایشور بھی بری نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس قسم کا اعتراض کرنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ خاص کر ان لوگوں کی طرف سے جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حیوانات میں ان کے آباؤ اجداد اور دیگر رشتہ داروں کی روحیں بطور سزا پڑی ہوئی ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ صرف جانوروں کو ذبح کرنے کے اسلامی حکم پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ شکر گزار ہونا چاہیئے۔ کہ اس نے جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت دے کر ان کے آباؤ اجداد کی روحوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ہندو اور آریوں کے نزدیک تمام حیوانات کیا ہیں۔ ایسے انسانوں کی روحوں کے قید خانے ہیں جنہوں نے اپنی انسانی جون میں برے اعمال کئے۔ اور اس کی سزا میں ان میں سے کسی کو بھیڑ کی جون میں کسی کو بکری کی جون میں۔ کسی کو گائے کی جون میں۔ کسی کو اونٹ کی جون میں یا دیگر چرندوں اور پرندوں کی جونوں میں ڈال دیا گیا۔ اب جو شخص ان جانوروں کو ذبح کرتا ہے۔ وہ گویا آریوں کے عقیدہ کے مطابق انسانی روحوں کو قید سے آزاد کرتا ہے اور اس طرح ان انسانوں کا جو مختلف جانوروں کی شکل میں سزا پا رہے تھے محسن ثابت ہوتا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی حیوانوں اور پرندوں کو ذبح کرنے کا اسلام نے حکم دے کر انسانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اسلام میں حیوانات کو ذبح کرنے کا حکم

یہ جواب تو آریوں کے عقیدہ تناسخ کے لحاظ سے ہے۔ اور ایسا معقول اور پختہ جواب ہے۔ کہ آریوں کی مجال نہیں۔ کہ اسے رد کر سکیں۔ لیکن ایک اور لحاظ سے بھی اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر انسانی ضروریات اور انسانی فوائد کی خاطر کسی حیوان یا پرند کا مارنا یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا بخشش کرنے والا۔ اور رحم کرنے والا نہیں۔ تو پھر آریوں کو چاہیئے۔ کہ دنیا کی ہر ایک چیز کھانا۔ اور پانی پینا بھی ترک کر دیں۔ کیونکہ علوم جدیدہ کے رو سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ سبزی میں بھی اسی طرح روح ہے۔ جس طرح انسانوں میں۔ اسی طرح پانی کے ایک ایک گھونٹ میں بے شمار جانیں ہیں۔ ان بیشمار جانوں کو آریوں کا روزانہ قتل کرنا۔ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے پر اعتراض کی وجہ

دراصل دیانند جی اور ان کے پیرو یا دوسرے ایسے لوگ جو حیوانات کے ذبح کرنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا کی ساری چیزیں بنائی ہیں۔ اور اس طرح انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ اسی حقیقت سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے ویدوں کے ماننے والوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ انسان دنیا کی ساری چیزوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی پیشانی کو جو صرف خدا کے آگے جھکنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ دنیا کی ذلیل سے ذلیل چیزوں کے آگے رگڑنا شروع کر دیا۔ اور ہر چیز سے اپنے آپ کو ادنیٰ اور حقیر قرار دیدیا۔ اسی ذہنیت کے ماتحت آج تک یہ لوگ جانوروں کا ذبح کرنا رحم اور بخشش کے خلاف قرار دے رہے ہیں۔

قرآن کریم کی ایک بے مثل خوبی پر اعتراض

قرآن مجید میں آیا ہے ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ کہ یہ وہ کتاب ہے جس کی صداقت میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے جملہ احکام ایسے ہیں۔ کہ ان پر عمل پیرا ہو کر انسان روحانی یا جسمانی طور پر کبھی ہلاکت میں نہیں پڑ سکتا۔ اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ یہ متقی انسانوں کی راہ نمائی کرتی۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اعلیٰ مقام حاصل کراتی ہے۔

اس پر مخالفین یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ الٰہی کتاب کا یہ کام ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ان لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ جو گمراہیوں میں مبتلا۔ اور مختلف قسم کے فسق و فجور میں منہمک ہوں۔ نہ یہ کہ جو پہلے ہی متقی ہوں۔ ان کو ہدایت دے۔ ظاہر ہے۔ کہ بیمار کے لئے طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کہ تندرست کے لئے۔

دراصل یہ اعتراض قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں قرآن مجید کی دوسری مذہبی کتب پر فضیلت بیان کی ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ دوسری کتب صرف متقی کے درجہ تک پہنچانے کا دعویٰ پیش کرتی ہیں۔ لیکن یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے۔ جو نہ صرف ان لوگوں کو جو گناہوں میں ملوث ہوں۔ گناہوں سے بچاتی ہے بلکہ متقی بھی اس کے احکام پر چل کر آگے ترقی کر سکتے ہیں۔ گویا ادنیٰ و اعلیٰ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں کے لئے یہ کتاب کافی ہے۔ چونکہ اعلیٰ کے ذکر میں ادنیٰ خود بخود آجاتا ہے۔ اس لئے جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ یہ کتاب متقیوں کی راہ نمائی کرتی ہے۔ تو لازماً اس کا یہ مطلب ہوا کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی اصلاح بھی کرتی ہے جو شخص ایک مشکل اور بڑا کام کر سکے۔ وہ معمولی کام بدرجہ اولیٰ کر سکتا ہے۔ اس لئے جو کتاب متقیوں کی راہ نمائی کر سکے وہ دوسرے لوگوں کی راہ نمائی کیوں نہ کر سکے گی۔ پس ھدی للمتقین پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ اس میں قرآن کریم کا وہ عظیم الشان مقصد بیان کیا گیا ہے جس کی مثال اور کوئی مذہبی کتاب پیش نہیں کر سکتی اور جس کے لئے اس کا نزول ہوا چنانچہ آگے اللہ تعالیٰ متقیوں کی یہ صفات بیان فرماتا ہے۔ کہ

یومنون بالغیب۔ ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ یعنی متقی اللہ تعالیٰ پر غائبانہ ایمان لاتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اپنے اموال کا ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے اور بعد میں آنے والی وحی پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ صفات متقی کی ہیں۔ مگر قرآن کریم اس سے بھی بلند مقام تک لے جانا چاہتا ہے جو یہ ہے۔ کہ انسان خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ حاصل کرے۔ اور اپنی ہر حرکت و سکون خدا تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت بنالے۔ ایسا عظیم الشان اہم مقصد کسی الہامی کتاب نے بیان نہیں کیا۔ یہ فخر صرف قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔ مگر افسوس کہ مخالفین اسلام نے اپنی نادانی اور جہالت سے اس پر بھی اعتراض کر دیا۔ اور اتنی بڑی خوبی بھی ان کی نگاہ میں عیب بن گئی۔ کون نہیں جانتا۔ کہ کالج کا درجہ سکول کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ کالج میں سکولوں سے فارغ ہونیوالوں کو تعلیم دی جاتی اسیطرح اسلام کا درجہ دوسرے مذاہب سے بالا ہے۔ کیونکہ اس میں متقیوں کی ترقی کا سامان بھی ہے۔

مذاہب غیر

ہندوستان کی بعض قدیم اقوام اور انکے مذاہب

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے۔ جو اس مقصد کو لیکر کھڑی ہوئی ہے۔ کہ تمام دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کر دے اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ تھوڑی سی مدت میں حتی الامکان اور حسب استطاعت، اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وہ اکثر میدانوں میں پہنچ چکی ہے۔ تاہم بعض ایسی اقوام بھی ہیں۔ جو اگرچہ بحیثیت مخلوق الٰہی ہونے کے اس آسمانی مائدہ میں برابر کی حصہ دار ہیں۔ مگر چونکہ غیر معروف اور غیر متمدن سمجھی جاتی ہیں۔ اس لئے فی الحال انہیں نظر انداز ہی کیا جا رہا ہے۔ چونکہ ایک بڑھنے اور ترقی کرنے والی قوم کی آنکھیں کھلی ہونی چاہئیں۔ اور ادنے سے لیکر اعلےٰ تک کوئی چیز اس کی نظر سے پوشیدہ نہ ہونی چاہیئے۔ اس لئے صحبت امروزہ میں ہم بعض ایسی ہی اقوام کا ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ مذاہب غیر کے عنوان کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ جماعت کو اپنے مخالفین اور اپنے حلقہ کار کی وسعت کا اندازہ ہوتا رہے۔

بھیل قوم

بھیل قوم ہندوستان کی قدیم اقوام میں سے ہے۔ اور مدت دراز تک وادی سندھ پر قابض رہی ہے۔ حتی کہ آریوں نے آکر اسے مار مار کر وہاں سے بھگا دیا۔ اس وقت یہ خلیج کھمباج سے نربدا اور تاپتی کی وادیوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ بندھیاچل اور سیتوڑا کے پہاڑوں میں بھی کثیر تعداد میں آباد ہے۔ گجرات کے پہاڑوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور راجپوتانہ اور اس کے اطراف میں بھی رہتی ہے۔ چونکہ ان لوگوں پر ہندوؤں نے سخت مظالم کئے۔ انہیں وطن سے بے وطن اور گھر سے بے گھر کر دیا۔ اور خود ان کے اموال و املاک کے مالک بن بیٹھے اس لئے لازماً انہیں ہندوؤں سے پرخاش ہونی چاہیئے تھی۔ چنانچہ پہاڑوں میں پناہ لینے کے بعد حتی الوسع ان لوگوں نے بھی آریوں کو ہمیشہ ضعف پہنچانے کی کوشش کی۔ اور اپنی کمین گاہوں سے نکل نکل کر ہمیشہ حملے کرتے رہے۔ اور اب تک ان کے جانی دشمن ہیں۔ اور ہمیشہ ان کے مخالفوں کی امداد پر آمادہ و تیار رہتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں باغیوں کے خلاف جن میں زیادہ تر ہندو ہی تھے۔ ان لوگوں نے سرکار انگریزی کی معاونت کی

اس وقت اس قوم کی تعداد قریباً بیس لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ یہ لوگ سیاہ فام اور سخت بدشکل ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے چپٹے چھوٹی چھوٹی آنکھیں اور پست قد ہوتے ہیں۔ مگر یہ لوگ بلا کے قوی اور پھرتیلے ہوتے ہیں۔ ایک لنگوٹی کے سوا یہ لوگ کوئی لباس نہیں پہنتے اور اپنے لمبے لمبے سیاہ بالوں میں ایک رسی باندھے رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ معلوم نہیں۔ یہ لوگ زبردست شکاری ہوتے ہیں۔ ان کے اوزار نیزہ برچھا اور تیر کمان ہیں۔ تیر انداز غضب کے ہوتے ہیں۔ تیر سے ہی شیر کا شکار کرتے ہیں۔ ان کی دل پسند خوراک شیر کا گوشت اور مچھلی ہے:

بیاہ شادی کی رسوم ان کے ہاں نہایت ہی سادہ ہیں۔ لڑکا اور لڑکی جو ایک دوسرے سے منسوب ہوتے ہیں۔ چند روز کے لئے جنگل میں غائب ہو جاتے ہیں۔ اور واپسی پر قوم کو اطلاع کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد بعض رسوم ادا کر کے شادی پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ طلاق کا رواج بھی ان لوگوں میں ہے۔ یہ لوگ درختوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور ان کے نیچے پتھر کی چٹان بطور قدمچہ رکھ کر اس پر خون یا سرخ رنگ ڈال دیتے ہیں۔ جسے زندگی کی علامت خیال کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ہنومان کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔

ہیر اور مینا

بھیلوں کے علاوہ راجپوتانہ کی نیم وحشی اقوام میں اور بھی دو قومیں ہیر اور مینا پائی جاتی ہیں۔ جن کے گاؤں وسط راجپوتانہ میں اراولی پہاڑوں سے محصور ہیں۔ جو زیادہ تر چوری اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی بھیلوں کی طرح درخت۔ پتھر۔ چٹان اور لوہے وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ایک قسم کی ہندی زبان بولتے ہیں۔ اردگرد کے علاقہ کے ہندو راجپوت اور جاٹ جب اپنی قوم سے کسی معاشرتی یا تمدنی جرم کی بناء پر خارج کئے جاتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ آکر مل جاتے ہیں اسطرح یہ قومیں ایک تو تعداد میں زیادہ ہو رہی ہیں۔ دوسرے جاٹوں سے مماثلت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ ان قوموں میں اب تمدن بھی پھیلتا جا رہا ہے۔ اور ہندوؤں کی کوششوں سے ہندو مذہب کی طرف بھی انہیں رغبت ہو رہی ہے۔

ویشنو لوگ

علاقہ گجرات میں ایک ویشنو فرقہ پایا جاتا ہے۔ جو اس قدر غیر مہذب اور غیر متمدن تو نہیں جس قدر یہ اقوام ہیں مگر سینکڑوں ہزاروں سال تک ہندو دھرم نے ہندوستان کے لوگوں کو مخلوق پرستی کے جس گڑھے میں گرائے رکھا۔ اسی میں یہ بھی گرا ہوا ہے۔ اس فرقہ کے لوگ اس کا کال ہونے اور بڑی سے بڑی وحشی اقوام سے بھی اس لحاظ سے بڑھے ہوئے ہیں اخبار انڈین سپیکٹیٹر بمبئی کے ایڈیٹر مالاباری نے ان لوگوں کے مذہبی معتقدات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں انہوں نے بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ پچیس تیس براہمنوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جنہیں مہاراج کہا جاتا ہے۔ یہ مہاراج کرشن اور وشنو کا اوتار سمجھے جاتے ہیں۔ اور تمام خوش اعتقاد وشنو ان پر اپنا سب کچھ نثار کر دینا اصلی عبادت خیال کرتے ہیں۔ یہ مہاراج اس قدر ظالم ہوتے ہیں کہ جو شخص دور سے ان کی پرستش کرے اس سے پانچ روپیہ فیس وصول کرتے ہیں۔ لیکن جسم چھونے کے لئے بیس روپیہ لیتے ہیں۔ جو شخص ان کا پیر دھونا چاہے۔ اس سے پینتیس اور جو پہلو میں بیٹھنا چاہے۔ اس سے ساٹھ روپیہ لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں ٹھہرنے کے لئے پچاس سے پانسو روپیہ تک حسب حیثیت فیس مقرر ہے۔ جو شخص ان کے ہاتھ سے کوڑے کھا کر برکت حاصل کرنا چاہے۔ اسے تیرہ اور جو ان کے غسل کا پانی یا کپڑوں سے نکلی ہوئی میل پینا چاہے۔ اسے انیس روپیہ فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس سے بڑھ کر جہالت اور بے حیائی اور کیا ہوگی۔ کہ یہ لوگ اپنی عورتوں کو پہلے انہی کے پاس بھیجتے ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی اس نوازش کے لئے سو سے دو سو روپیہ تک حسب استطاعت ان کی نذر کرتے ہیں۔

مالیر اور سنتال

بیرونی حملہ آوروں سے پناہ لینے کے لئے ہندوستان کے اصلی باشندوں نے جو علاقہ اپنی بود و ماند کے لئے تجویز کیا تھا۔ وہ دریائے نربدا اور سون کے جنوب میں واقعہ ہے۔ جسے ہندوستان اور دکن کی سرحد کہنا چاہیئے۔ یہ علاقہ ایک تو دشوار گزار ہے۔ دوسرے اس کی آب و ہوا اسقدر خراب ہے۔ کہ بیرونی حملہ آور یہاں آکر انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچا سکتے تھے۔ اس خطہ میں ابھی تک بعض نیم وحشی اقوام پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے مالیر اور سنتال زیادہ مشہور ہیں۔ جو بہار اور بنگال کی متمدن اقوام کے بیچوں بیچ رہتی ہیں۔ مالیر راج محل کے پہاڑوں میں آباد ہے۔ ان لوگوں کے رسوم و عادات بہت اچھی ہیں۔ جھوٹ بولنے کی بجائے یہ مرجانا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ بانس کی بڑی بڑی جھونپڑیاں بنا کر ان میں رہتے ہیں۔ ستاروں۔ عناصر اور جنات کی پرستش کرتے ہیں۔ جو ان کے خیال کے مطابق ہوا میں رہتے ہیں۔ اپنے نوجوانوں کے لئے ایک بڑا سا مکان بناتے ہیں۔ جہاں وہ سب ملکر ریاضت کرتے اور فنون حرب وغیرہ کی تعلیم پاتے ہیں۔ یہ لوگ سخت جنگجو ہوتے ہیں۔ حکومت انگریزی نے انہیں طاقت سے نہیں۔ بلکہ حکمت عملی اور روپیہ کے صرف سے زیر کیا ہے۔ ان پہاڑوں سے نیچے جن پر مالیر آباد ہیں۔ سنتال رہتے ہیں۔ یہ لوگ خوش طبع۔ چست و چالاک اور بہت متواضع ہوتے ہیں۔ ان کے جھونپڑے بہت صاف ستھرے اور ان میں سے ہر ایک میں ایک جگہ مہمان کے لئے ہوتی ہے۔ یہ لوگ عورت کی بہت عزت و تعظیم کرتے ہیں۔ اور مرد و عورت اپنی خوشی سے شادی کرتے ہیں۔ عورتوں کو زیور بہت پہناتے ہیں۔ اور انہیں خوش کرنے کے لئے خود بھی زیور پہنتے ہیں۔ یہ لوگ آفتاب اور اپنے بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر باپ اپنی موت سے قبل اپنے بڑے بیٹے کو وہ دعائیں سکھا دیتا ہے۔ جو معبودوں کی خوشنودی کا موجب سمجھی جاتی ہیں۔ یہ لوگ مُردوں کو جلاتے ہیں۔ فرض منصبی کی ادائگی میں کوتاہی کرنیوالے کو خاندان سے نکالدیا جاتا ہے۔ چونکہ جنگلات پر بھی سرکار انگریزی قبضہ کرتی چلی جاتی ہے۔ اور ان لوگوں کے ہاں اولاد بھی اس وجہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ کہ جس شخص کے ہاں اولاد نہ ہو وہ ایک سے زیادہ بیویاں کر سکتا ہے۔ اس لئے انہیں [illegible]

فضیلتِ اسلام

اسلام بینا مذہب ہے

قرآن کریم نے جو مذہب دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کی فضیلت کے متعلق بے شمار دلائل بھی دئے ہیں۔ ان میں سے ایک ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر کی آیت بھی ہے۔ یہ اگرچہ چند الفاظ ہیں۔ مگر اپنے اندر دلائل کا بہت بڑا ذخیرہ رکھتے ہیں۔ ان الفاظ کو پیش کرنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ گویا بالفاظ دیگر قرآن شریف اس بات کا مدعی ہے۔ کہ ایک بینا اور نابینا انسان میں جو فرق ہے۔ اگر اسے مذاہب پر چسپاں کیا جائے۔ تو اسلام ان تمام خصوصیات اور صفات کا جامع ہے۔ جو ایک بینا اور صاحب بصارت انسان میں پائی جاتی ہیں۔ اور دیگر مذاہب کی حالت نابینا اشخاص کی سی ہے۔

بینا اور نابینا میں فرق

نابینا انسان کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہو۔ تو بصارت سے محروم ہونے کی وجہ سے اسے بہت دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک بینا شخص تو ایک ہی دفعہ آنکھوں سے دیکھکر اسے پکڑ سکتا ہے۔ اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے دل میں کوئی شک نہیں رہتا۔ لیکن نابینا مختلف چیزوں پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ پہلے ایک چیز پکڑتا ہے۔ مگر کچھ دیر ٹٹولنے کے بعد اسے چھوڑ دیتا اور دوسری پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ پھر کچھ دیر تک ٹٹولنے کے بعد اسے بھی رکھ دیتا اور تیسری اٹھاتا ہے۔ آخر بہت دیر تک بھٹکنے اور ٹاکپ ٹوئیے مارنے کے بعد اگر کسی چیز کو بزعم خود اپنی مطلوبہ چیز سمجھ کر ہاتھ میں پکڑ بھی لیتا ہے۔ تو بھی اس کا دل پورے طور پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اور عین اغلب ہے۔ کہ اگر کوئی بینا شخص اس کے خیال کی تردید کرے۔ تو وہ پھر شک و شبہ میں پڑ جائے۔ اس کے علاوہ بینا اور نابینا میں اور بھی بیسیوں فرق اور امتیازات ہیں۔ لیکن اس وقت صرف اسی کو پیش کر کے اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اسلام کی وحدانیت کی تعلیم

بینا اور نابینا میں یہ فرق معلوم کرنے کے بعد اگر اسے مذاہب پر چسپاں کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اسلام ایک بینا مذہب ہے۔ اور دیگر مذاہب نابینا کی طرح ہیں۔ اسلام نے پہلے دن جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی وہ اس وقت تک بدستور موجود ہے۔ اور کبھی اس بات کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کہ اس میں کسی قسم کا ردوبدل یا تغیر و تبدل کیا جائے۔ آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل اسلام نے خدا تعالیٰ کے متعلق یہ تعلیم دی۔ کہ وہ ایک ہے۔ اور باوجودیکہ اس وقت دنیا میں جہالت و تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور علوم نے انسانی عقل اور خیالات کو صیقل نہ کیا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ آج نئے نئے علوم اور انکشافات اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکے ہیں۔ کوئی ایسی صداقت یا تعلیم معلوم نہیں ہو سکی جس نے اسلام کے اس عقیدہ میں کسی قسم کی کمزوری پیدا کر دی ہو۔ یا اسے مجبور کر دیا ہو کہ اپنی اس پیش کردہ تعلیم میں کسی نئی تحقیق یا انکشاف کا پیوند لگائے۔

اسلام کے دیگر اصولی مسائل

اسی طرح انبیاءؑ پر ایمان۔ مسئلہ دعا۔ تقدیر۔ ملائکہ کا وجود۔ الہام۔ بعث بعد الموت۔ جنت و جہنم وغیرہ اسلام کے اصولی مسائل ہیں۔ جو آج بھی بعینہٖ اسی طرح ہیں۔ جس طرح اسلام کے شروع میں تھے۔ اور دنیا کے انقلابات حالات میں تغیرات اور زمانہ کے مدوجزر نے آج تک کوئی ایسا موقعہ پیدا نہیں کیا۔ کہ اسلام کو ان میں سے کسی ایک میں ادنیٰ ترمیم تنسیخ یا تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو۔ کیونکہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی نئے انکشاف یا تحقیق نے انہیں غلط ثابت نہیں کیا۔ بلکہ نئی تحقیقاتیں ان کی صداقتوں کو اور بھی واضح اور نمایاں کر رہی ہیں۔

اسلام کے تمدنی احکام

اسی طرح اعتقادی پہلو کے علاوہ اسلام نے جو تمدنی اور عملی پہلو اول یوم سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ اس قدر معقول مطابق فطرت اور مفید ہے۔ کہ اس میں کبھی کسی قسم کی ترمیم تنسیخ کی ضرورت پیش آہی نہیں سکتی۔ اور باوجودیکہ جب ان قوانین کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت حالات موجودہ زمانہ سے بالکل مختلف تھے۔ اور اس زمانہ کو زمانۂ جاہلیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پھر بھی موجودہ علمی زمانہ میں اسلام کو اپنے تمدنی قوانین کی وجہ سے کبھی کسی دوسرے مذہب کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑا۔ بلکہ دیگر مذاہب کے لوگ انتہائی ترقیات اور دنیوی کمالات کے باوجود پریشانیوں اور مشکلات کے تھپیڑوں سے مجبور ہو کر اسی شاہراہ کی طرف آرہے ہیں۔ جسے جہالت کے زمانہ میں ایک امی نے دنیا کی سلامتی اور نجات کا راستہ بتایا تھا۔ مسئلہ طلاق۔ کثرت ازدواج۔ نکاح بیوگان اور حقوق نسواں وغیرہ مسائل اس پر شواہد ناطق ہیں۔

غرضیکہ اسلام نے جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ آج تک اپنی اصل حالت پر قائم ہے۔ اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس کی حیثیت ایک بینا کی ہے۔ جو دیکھ بھال کر عین اس چیز کو پکڑتا ہے۔ جو اس کی ضرورت کے مطابق اور اس کے لئے تسکین قلب اور اطمینان خاطر کا موجب ہو سکتی ہے۔

اسلام کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کی حالت

اس کے مقابل میں اگر دیکھا جائے۔ تو دیگر مذاہب کی حیثیت ایک اندھے سے بھی بدتر نظر آتی ہے۔ کیا بلحاظ عمل اور کیا بلحاظ اعتقاد انہیں قدم قدم پر ایک نابینا کی طرح ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہنے کے بجائے زمانہ کے ساتھ ساتھ اور پیش آمدہ حالات کے مطابق اپنے اندر تبدیلیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے دو ہی بڑے مذاہب ہیں۔ یعنی عیسائیت اور ہندو دھرم۔ ان دونوں کی حالت بالکل نابینا کی سی ہے۔

عیسائیت

ایک زمانہ تھا۔ کہ عیسائی صاحبان حضرت مسیح کو اس جسم سمیت جس میں وہ دنیا میں ظاہر ہوئے۔ خدا کہتے اور خدا کا بیٹا یقین کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مریم کو صفات الوہیت سے متصف مانتے تھے۔ مگر پھر اس عقیدہ کو ترک کر دیا گیا۔ اور پروٹسٹنٹ فرقہ نے مریم پرستی کی تردید شروع کر دی۔ پھر آہستہ آہستہ توحید کے قائل فرقے بھی نکل آئے۔ اسی طرح عملی اور تمدنی قوانین میں بھی اس قدر رد و بدل کیا جا چکا ہے۔ کہ موجودہ عیسائیت کو اصل عیسائیت سے کوئی نسبت ہی نظر نہیں آتی۔

ہندوازم

پھر ہندوؤں کو لیجئے۔ کسی زمانہ میں دریا۔ پہاڑ۔ درخت اور پتھر وغیرہ ان کے معبود تھے۔ پھر بت پرستی شروع ہوئی۔ پھر ان مجسموں یا ملہ کو خدا یا بعض دیوتاؤں کا مظہر خیال کیا جانے لگا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ انہیں پرمیشور کا جلوہ گاہ قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آیا۔ جب پنڈت دیانند نے ان سب عقائد کی تردید شروع کی۔ اور ایک ناقص اور نامکمل توحید کی طرف اپنی قوم کو متوجہ کر دیا۔ یہی حالت ان کے عملی اور تمدنی پہلو کی ہے۔ آج کونسی ایسی بات ہے جس میں ہندو دھرم اسلام کے اصول اور تمدن کی پیروی پر مجبور نہیں ہو رہا۔

ان محدودے چند مثالوں سے جن سے زیادہ پیش کرنے کی اس مختصر سے مضمون میں گنجائش نہیں۔ یہ ثابت ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے بینا کہہ سکتے ہیں۔ باقی تمام مذاہب کی مثال نابینا کی طرح ہے۔ اسلام نے جو بات بتائی نہایت پختہ اور مضبوط بتائی۔ اس میں کسی قسم کا تزلزل نہ واقعہ ہوا۔ اور دنیا کا کوئی انقلاب اسے بدل نہ سکا۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ بات کسی انسانی کتاب کو حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہ اسی کتاب کی شان ہو سکتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہی آئندہ آنے والے واقعات اور ان کے نتائج کا علم رکھتا ہے۔ اور وہی قبل از وقت ایسی باتیں بیان کر سکتا ہے۔ جن پر تغیرات زمانہ کا کوئی اثر نہ ہو۔ اور وہ اپنی اصلی حالت میں دنیا کے لئے نفع رساں ہو سکیں۔

جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے کارکن

جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے تین حسب ذیل کارکن تجویز ہوئے ہیں۔

پریذیڈنٹ ۔ مولوی سید فیاض الدین صاحب انسپکٹر اسکول
جنرل سکرٹری ۔ سید غلام محمد صاحب احمدی رسول پور۔ سونگھڑہ
نائب سکرٹری ۔ منشی ضیاء الدین صاحب
امین و محاسب ۔ سید محمد احمد صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ سید عبدالحکیم صاحب
سیکرٹری تبلیغ ۔ مولوی سید عبدالحلیم صاحب فاضل (ناظر اعلیٰ)

مراسلات

قاضی محمد اکبر صاحب مرحوم کے مختصر حالات زندگی

میرے تایاجان قاضی محمد اکبر صاحب چند ہفتے ہوئے۔ کہ ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون :۔ آپ نہایت پرجوش اور مخلص احمدی تھے اوائل عمر میں ہی جب آپ نے سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ تو حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کر لی۔ کچھ دن یہیں قیام کیا اور حضور کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے چند دن کے بعد آپ کے دل میں یہ خیال موجزن ہوا کہ وطن میں چل کر تبلیغ کرنی چاہیئے۔ چنانچہ گھر پہونچ کر پہلے اپنے کنبہ کو یہ خوشخبری سنائی۔ سب کے سب احمدیت میں داخل ہوئے اس کے بعد آپ نے دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنی شروع کی۔ مولویوں نے فتوے لگائے۔ رشتہ داروں کو مخالف و دشمن بنایا۔ گالیاں دیں۔ کتابیں چھین لیں۔ غرض ہر ممکن تکلیف دی۔ لیکن آپ نے تبلیغ برابر جاری رکھی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سعی کو قبول فرمایا۔ احمدیوں کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی۔ اور مخالفوں کی کوششیں ناکام رہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے راجوری میں ایک جماعت قائم ہے یہ سب آپ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ میں تو کہوں گا کہ راجوری میں احمدیت کا بودا آپ ہی کے ہاتھوں سے لگا ہے

آپ اکثر گھر کے کام دھندے چھوڑ کر سرزمین قادیان میں آتے۔ اور احمدیت کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتے۔ جب لمبا قیام منظور ہوتا تو باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا لنگر بارہ مہینے جاری رہتا۔ آپ کچھ دن لنگر سے روٹی کھاتے اور پھر یہ خیال کرتے ہوئے۔ کہ میں اپنے مطلب کے لئے آیا ہوں۔ لنگر پر مفت کا بوجھ نہ ڈالنا چاہیئے محنت مزدوری کر کے درویشانہ زندگی بسر کرتے . . . .

. . تعلیم الاسلام ہائی سکول کے احاطہ کے گرداگرد جو شیشم کے درخت نظر آتے ہیں۔ ان کے لانے اور لگوانے میں آپ نے حصہ لیا۔ جب مسجد نور کے پاس کا کنواں بن رہا تھا۔ تو آپ بھی وہاں کام کرتے رہے۔ قادیان میں دینی باتیں اخذ کرتے اور جب واپس جاتے تو سلسلہ کی چھوٹی چھوٹی کتب۔ رسالے وغیرہ ہمراہ لے جاتے۔ وطن پہونچ کر لوگوں کو پڑھنے کے لئے دیتے۔ خود پڑھ کر سناتے۔ جو مسائل قادیان سے سیکھ جاتے ان سے دوسروں کو بھی مستفیض کرتے۔ آپ تبلیغ کو اپنا فرض اولین سمجھتے۔ اور ہمیشہ دوسروں کو بھی تبلیغ کرنے کی نصیحت فرماتے۔ آخری عمر میں بھی باوجودیکہ سخت ضعیفی و ناتوانی کے آپ تبلیغ میں مصروف رہے۔ کھڑے نہیں تو بیٹھے بیٹھے ہی بیٹھ نہ سکتے تو لیٹے لیٹے ہی کو دوسروں کو دینی باتیں سناتے رہتے اور نصائح کرتے۔ قرآن مجید سے آپ کو کمال محبت تھی۔ جدھر جاتے قرآن ساتھ ہوتا۔ بلاناغہ روزانہ منزل کرتے۔ دوسروں کو پڑھاتے۔ مطلب بتاتے۔ پچھلے سال جب میں گھر گیا۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا میں اب چند دن کا مہمان ہوں اس لئے جب میں اس جہان سے گزر جاؤں تو دو باتیں کرنا (۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درخواست کرنا کہ میرا جنازہ غائب پڑھیں (۲) تمام جماعت سے میرے حق میں دعا کرانا۔ میں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی کروں گا۔ اب میں اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے۔ جملہ احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ان کے اعزہ اقربا کو بھی ایسا ہی بننے کی توفیق حاصل ہو (آمین) بشیر احمد گلگتی (آف راجوری)

زمینداروں کا ایک جلسہ

۱۲ ارمئی ۱۹۳۱ء کو چک نمبر ۲۴۳ رگ۔ ب کلیان پور میں زمینداروں کا ایک جلسہ زیر صدارت چوہدری محمد بخش صاحب منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیشن متفقہ رائے سے پاس ہوئے

(۱) اجناس کے نرخوں کی ارزانی اور زمینداروں کی اقتصادی حالت کمزور ہونے کی وجہ سے ایسی دردناک حالت ہو چکی ہے۔ کہ زمیندار فرقہ موجودہ نرخوں کے ہوتے ہوئے۔ مالیانہ و آبیانہ موجودہ شرح سے ادا کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ موجودہ شرح سے آبیانہ و مالیانہ ادا کر کے اپنے اہل و عیال کی پرورش کرنا ناممکن ہے۔ اگر مالیہ ادا ہو۔ تو بال بچوں کی پرورش مشکل۔ اگر بال بچوں کی پرورش کرے تو مالیہ ادا کرنے سے قاصر۔ اس لئے گورنمنٹ عالیہ سے پرزور التجا ہے کہ آبیانہ اور مالیہ میں کم از کم نصف معافی دی جائے۔

(۲) ایکٹ انتقال اراضی اس غرض سے جاری ہوا تھا کہ زمینداروں کی اراضی کو مہاجنوں اور ساہوکاروں کی چیرہ دستی سے بچایا جائے۔ لیکن ہائی کورٹ کے چند فیصلوں نے ایکٹ مذکور کو اس حالت سے گرا دیا ہے۔ اس لئے یہ جلسہ گورنمنٹ عالیہ سے پرزور التجا کرتا ہے۔ کہ قانون کی ترمیم اس طرح سے کی جائے۔ کہ زمینداروں کی زمین بالکل محفوظ رہے۔

مندرجہ بالا ہر دو ریزولیشنوں کی نقلیں گورنر صاحب بہادر پنجاب لاہور سکرٹری صاحب بہادر پنجاب کونسل لاہور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لائل پور۔ اخبار انقلاب لاہور اخبار دور جدید لاہور اور الفضل قادیان کو ارسال کی جائیں
خاکسار محمد علی سیکرٹری

امریکہ کے موجودہ حالات و تبلیغ اسلام

یوں تو دو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ سے اس ملک کی اقتصادی حالت نہایت ابتر ہے لیکن گذشتہ چھ ماہ سے اس ملک کے تجارتی۔ تمدنی و سیاسی حالت نہایت ہی خطرناک شکل اختیار کر گئے ہیں بیکاری کی یہ حالت ہے کہ قریباً ۵۰ فیصدی لوگ بے روزگار ہیں۔ قحط سالی نے اس مصیبت کو اور بھی دوبالا کر دیا ہے۔ عذاب الٰہی نے اس متکبر قوم کو ایسا پیٹا ہے کہ اب تو ان کے سیاست دان اور سائنس دان بھی عاجزی کا اقرار کر رہے ہیں

ہزاروں بنک دیوالیہ نکال رہے ہیں۔ کارخانے بند ہو رہے ہیں۔ بڑی بڑی عالیشان دوکانیں خالی نظر آتی ہیں۔ لاکھوں انسان بے روزگار۔ حیران و پریشان پھرتے نظر آتے ہیں۔ جو شخص دو تین سال باہر رہ کر واپس امریکہ آیا ہو وہ امریکہ کی موجودہ ہی حالت دیکھ کر تعجب کرتا ہے

اگلے دن میں نے پٹزبرگ پریس میں ایک قابل ذکر کارٹون دیکھا۔ جس میں ایک چلتی ہوئی گاڑی کی شکل ہے جس میں ہر اک علم۔ فلسفہ و سائنس کی کتب رکھی ہیں ڈرائیور گاڑی چلا رہا اور ایک کتاب پڑھ رہا ہے کہ اسکی گاڑی یک لخت ٹھیر گئی۔ کیونکہ گاڑی کے آگے بہت سی روکیں کھڑی ہو گئیں کارٹونسٹ ان کتابوں کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ دیکھو یہ ہماری تہذیب۔ علم سائنس انسانی عقل کی حد ہے اب انسانی عقل اس سے آگے ہماری رہنمائی نہیں کرتی۔ اسی دن میں براہین احمدیہ حصہ دوم کا مطالعہ کر رہا تھا جس میں ضرورت الہام کا ذکر ہے۔ اس کارٹون کو دیکھ کر اور ضرورت الہام کی تحریر سے مقابلہ کر کے میرے ایمان میں اور بھی اضافہ ہوا کہ یہ امریکن قوم بھی اب مجرد انسانی عقل سے مایوس ہو رہی ہے۔ درحقیقت مجرد عقل و انسانی علوم بغیر ربانی الہام و روحانی فضل کے سب ہیچ ہیں :۔

خدا کا بہت ہی احسان ہے کہ ان مشکلات میں بھی احمدی جماعتیں اسلامی تعلیم و تربیت و اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہاں پٹزبرگ میں ۱۳۰ ممبر ہیں۔ اگر انکے بچے بھی شامل کر لیے جائیں۔ تو وہ دو صد سے زائد ہو جاتے ہیں۔ انمیں سے قریباً سب نے ماہ رمضان میں روزے رکھے۔ اور جنکے روز جو ملازم تھے رخصت لیکر عید میں اکٹھے ہوئے۔ ان سب ممبروں میں

سات بے بہا تحائف

سُرمہ نُور افزا رجسٹرڈ

یہ بےنظیر سرمہ قیمتی اجزاء سے مرکب ہے۔ بینائی کو قائم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے آنکھوں کے جملہ امراض دھند غبار جالا۔ ککرے پھولا۔ خارش چشم آنکھوں سے پانی آنا۔ لیدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی ابتدائی موتیابند وغیرہ۔ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ سرمہ جملہ شکایات چشم دور کر کے آئندہ آنیوالے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے۔ جس کی نظر روز بروز کمزور ہوتی ہو۔ وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کرلیں۔ اس بےنظیر سرمہ کے استعمال کے بعد انشاءاللہ آپکو پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی ؛

قیمت فی تولہ (عہ)

طاقت کی بےنظیر گولیاں حب رحمانی رجسٹرڈ

یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں۔ اور اپنے اندر بے اندازہ برقی اثر رکھتی ہیں طالبان صحت و تندرستی کیلئے ان کا استعمال ازبس ضروری اور لابدی ہے۔ "حب رحمانی" کشتہ سونا کشتہ چاندی کشتہ فولاد۔ موتی زعفران۔ جدوار اور مشک سے مرکب ہے۔ قوت کیسی ہی کمزور پڑگئی ہو پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی سے ہو۔ ایسی حالت میں انشاءاللہ صرف "حب رحمانی" ہی ساتھ دیگی۔ حرارت غریزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہو۔ اور کمزوری دل نے نیم جان بنا دیا ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص "حب رحمانی" ہی مفید ہوگی غرض تمام جسم اور خصوصاً اعضائے رئیسہ کو قوت دیکر از سرنو تازگی پیدا کردیگی۔ ان گولیوں کے فوائد عجیبہ اور اثرات غریبہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ صرف اس قدر بس ہے۔ کہ یہ بےنظیر نایاب تحفہ جسمانی مریضوں کے لئے آب حیات سے بڑھکر زندگی بخش ہے۔ (قیمت حب رحمانی ایک ماہ چھ روپے (لعہ)

حبّ راحت

عورتوں کی بیماری

یہ بات درست ہے۔ کہ جب تک ایام ماہواری بے قاعدہ ہوں اولاد کا ہونا مشکل ہے۔ ہزاروں مستورات آئے دن اسی شکل میں رہتی ہیں کہ حیض کے دنوں میں بے قاعدگی ایام کم یا زیادہ دنوں میں حیض آتا ہے۔ اور وہ بھی تھوڑا یا زیادہ آتا ہے۔ جی متلانا۔ تمام بدن میں تکلیف ہونا۔ سر چکرانا۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ خرابی خون۔ حمل کا نہ ٹھہرنا۔ ان تکالیف سے بچنے کے لئے ہماری تیار کردہ حب راحت استعمال کریں۔ انشاءاللہ ایام ماہواری کی تکلیف سے نجات ہوگی قیمت دوائی حب راحت ایک ماہ (عہ)

حبّ مقوی اعصاب

فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے رنگ سُرخ کرنے اور دماغ کے لئے خاص علاج ہیں ؛ قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ

تریاق زعفرانی

تریاق زعفرانی خدا کے فضل سے امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ اعضائے رئیسہ خواہ کیسے ہی کمزور ہو گئے ہوں۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں کم خون ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑگئی ہو۔ وغیرہ۔ غرض امراض مندرجہ بالا نے زندگی دوبھر کر دی ہو۔ اور نشاط کو بے لطف کر دیا ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاءاللہ تعالیٰ نہایت مفید اور آرام پہنچانے کا موجب ہوگا۔ قیمت فی ڈبیہ (عہ)

خدا کی نعمت "نرینہ اولاد"

۱۹۰۸ء میں خلیفۃ المسیح اوّل مولانا مولوی نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ مجھ پر تو بھی مہربانی فرماتے کیونکہ ۱۹۰۸ء سے میں نے آپکے پاس رہنا شروع کیا تھا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے ہے ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔ میاں تیرے تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے۔ میں نے خیال نہ کیا پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد خدا کے فضل سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ ان کے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے اولاد نرینہ ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (للعہ)

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ اسکو عوام اٹھرا۔ اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں اس مرض کے لئے حضرت مولانا نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ آپ کی یہ گولیاں بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ توانا تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (للعہ) شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں اکٹھی منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جاوے گا

پتہ:- عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان دارالامان پنجاب

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اولؓ کے خاندان میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپکو بھی یہی سرمہ استعمال کرنا چاہیئے!!

حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ پچھلے دنوں عزیز عبد الباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک دوائیں استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپکا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔" اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط کے ساتھ تیار کرتا ہے۔ اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپکو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ جو ---

ضعف بصر۔ جلن۔ ککرے۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے ۲ علاوہ محصولڈاک ؛

اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح کے لئے تیر بہدف۔ بھوک کھولنے دودھ۔ گھی بکثرت ہضم کرنے کے لئے مسلمہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ مگر جو بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے ۱۲ کافی (محصولڈاک علاوہ)

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

سانپ کا زہر اور بچھو کا ڈنگ موت کا پیغام لاتے ہیں!

مگر ایرول کے چند قطرے نوید حیات بخشتے ہیں!

جسمانی درد و نظام عصبی کو برباد کر دیتے ہیں؛

لیکن ایرول اس قلعہ کو استوار کر دیتا ہے!

ایرول۔ جسمانی عارضوں کا قاتل ہے!

ایرول۔ جسمانی مسرتوں کا حامل ہے!

ایرول۔ ہر چھوٹا بڑا درد کافور کر دیتا ہے!

ایرول۔ فکر و تشویش دور کر دیتا ہے!

ایرول۔ صحت اور تندرستی کا ضامن ہے!

ایرول۔ کی قیمت فی شیشی ۲ روپے درمیانہ سائز ایک روپیہ چار آنہ چھوٹی شیشی بارہ آنہ ہے

ایرول ہر بڑے شہر سے مل سکتا ہے یا ہم سے منگواؤ۔

ایرول فروخت کرنیوالوں کو ضروری سامان اور معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔

ایرول کے سول ایجنٹس برائے ہندوستان برما، افغانستان

جی ایس براور اینڈ کمپنی چاندنی چوک ۱۱ دہلی

ضرورت ہے

دو نوجوان کنواری لڑکیوں کے لئے دو ایسے کنوارے نوجوان لڑکوں کی جو کہ برسر روزگار ہوں۔ اور پچاس ساٹھ روپیہ ماہوار کے تنخواہ دار ضرور ہوں۔ یا روزگار معقول رکھتے ہوں۔ درخواستیں معرفت

میاں غلام یٰسین صاحب احمدی بمقام خوشاب ضلع سرگودہا آنی چاہئیں؛

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرمائیں انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں ؛

	فی عدد ۔
والی بال کیس زرد رنگ ۱۴ پیس درجہ اول درجہ	۔
" " " " " دوم	" ۱۰/
" " رنگین سرخ و سبز " اول	" ۱۱/
" " نیٹ عمدہ درجہ اول فلیتہ دوطرفی	" صہ/
" " " " دوم یکطرفہ	" للعہ
" " " " " سوم	" ۔
بلیڈر ۱۲/۴ برائے دالی بال ۱۲/۴	" ۱۲/
ہاکی سٹکس لیڈر سیون اول درجہ رنگدار عمدہ قسم	" ۔
" " " " دوم	" ۔
" " لیڈ بونڈ اول " عمدہ قسم	" ۱۱/
" " " " " دوم	" ۔
ہاکی بال سفید چمڑا اول ریکارڈ مین کراؤن	" ۱۱/
" " " " دوم سولجر	" ۔
" " " " سوم پاپولر	" ۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے۔ باعث ازدیاد ایمان ہوگا۔ جس میں سیرۃ النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈال کر ڈاکٹر محمد عمر صاحب۔ پی۔ ایم ایس نے ان لغزشوں پر علمی روشنی ڈالی ہے۔ جو مصنف نے اس معرکۃ الآرا کتاب میں کی ہیں۔ اور یہ ضروری کر دیا ہے۔ جو لوگ سیرۃ النبی جلد ثالث پڑھیں۔ وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں۔ اس کتاب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں ؛ قیمت فی جلد ۸/ ملنے کا پتہ

شوکت تھانوی نزد محل امام باڑہ آغا باقر (لکھنؤ)

کنگ آف ٹانکس

استعمال کر کے

اپنی طاقت ۔ وزن اور خون بڑھائیں!

نیز طاقت مردانہ۔ اعصابی و دماغی کمزوری کی بہترین دوا ہے

قیمت ایک ماہ کی خوراک چھ روپے نصف ماہ تین روپیہ محصول علاوہ

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— شملہ۔ ۱۷ رمئی۔ آج بعد دوپہر گاندھی جی اپنی پارٹی کی معیت میں نینی تال روانہ ہو گئے۔ آپ نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے کہا کہ شملہ آنے سے مجھے بحیثیت مجموعی اطمینان حاصل ہو گیا۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مرکزی حکومت مفاہمت دہلی پر عملدار آمد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ فرقہ وار مسائل کے متعلق آپ نے کہا۔ کہ بھوپال میں گفت و شنید کے بعد مجھے زیادہ امید ہو گئی ہے ؛؛

—— رنگون۔ ۱۶ رمئی۔ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ جمعہ کے روز صبح کے وقت باغیوں نے ایک پولیس کی چوکی پر حملہ کیا۔ ۳۰۰ باغیوں نے جن میں سے بیس کے پاس بندوقیں تھیں۔ چوکی پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ سب انسپکٹر اور ایک کانسٹیبل کو قتل کر دیا۔ اور دس بندوقیں ایک قرابین ایک ریوالور اور پانسو کارتوس قبضے میں کر لئے موضع لبشو کو آگ لگا کر خاکستر دیا۔

—— شملہ ۱۶ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر جارج شسٹر نے گول میز کانفرنس کے ان ارکان کے ساتھ ملاقات کی۔ جو آج کل شملہ میں موجود ہیں۔ اور اسی ملاقات میں یہ رائے ظاہر کی گئی۔ کہ اس ٹریبونل میں عدالت عالیہ کا ایک جج بھی شامل ہونا چاہیئے۔ جو شخصی محصولات کے متعلق تحقیقات کریگا۔

—— لاہور ۱۷ مئی۔ شالامار باغ میں سکھدیو راج مفرور مقدمہ سازش لاہور (جدید) کو گرفتار کرتے ہوئے پولیس نے اس کے ساتھی مسٹر جگدیش چندر کو پستول سے ہلاک کر دیا تھا۔ آج جگدیش چندر ڈے منانے کے لئے لاہور کے ہندوؤں نے ہڑتال کئے رکھی۔

—— لاہور ۱۷ مئی ہز ایکسیلنسی گورنر با جلاس کونسل نے مندرجہ ذیل مقامات پر تعزیری چوکیاں قائم کرنے کی منظوری صادر کی ہے۔

—— کنجروڑ منجی نور۔ سیانوالی۔ بیوال۔ ڈیڈھ کنیال۔ مرزا کاہلوں گکن۔ ملک پور۔ دھمیال۔ بیز کیوال۔ سموٹ جن میں سے آخری نو مقامات۔۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں میں واقع ہیں۔ نیز ضلع گورداسپور میں مزید ایک سال کے لئے ایک ایڈیشنل پولیس رکھے جانے کی منظوری دے دی گئی ہے۔

—— لاہور ۱۷ رمئی۔ مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک ضروری جلسہ ۲۴ رمئی کو میاں سر محمد شفیع کے مکان پر منعقد ہو گا ؛؛

—— بمبئی۔ ۱۶ رمئی۔ بمبئی پراونشل کمیٹی اور شہر کے سب سے بڑے وارڈ بانگلا کے کانگرسیوں میں شدید اختلاف رونما ہو گیا ہے

—— سالٹ لیک۔ ۱۴ مئی۔ چاندی کا بازار بحال کرنے کے متعلق ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سینٹ میں جو بحث ہوئی اس میں فنانس کمیٹی کے صدر نے بیان کیا کہ چاندی کی کساد بازاری زیادہ تر ہندوستان پر موقوف ہے۔ کیونکہ اس نے اس کا نرخ بہت ارزاں کر دیا ہے ؛؛

—— لندن ۱۹ مئی۔ لارڈ اروِن نے برٹش انڈین یونین کے لنچ میں جو ان کے اعزاز میں دیا گیا تھا۔ تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ آئندہ چند سالوں کے دوران میں ہندوستانی معاملات سیاسی میدان میں ایک اہم جگہ حاصل کر لیں گے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اس وقت مضبوط ہاتھوں سے حکومت کی جاتی تو بے چینی دور ہو جاتی اور معاملات خوشگوار صورت اختیار کر لیتے لیکن میں اسے محض خواب پریشان خیال کرتا ہوں اگر فرض کیا جائے کہ حکومت ہند اس وقت متشددانہ ذرائع سے کام لے کے عامہ کی حمایت حاصل کرے گی تو بھی یہ حمایت زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی۔ آخر میں آپ نے کہا۔ کہ مشکلات بہت بڑی ہیں۔ لیکن وہ ناقابل عبور نہیں ؛؛

—— قاہرہ۔ ۱۴ مئی۔ آج صبح منددبین کے پہلے گروہ کا انتخاب شروع ہوا۔ جو آخر کار پارلیمنٹ کے ارکان منتخب کرے گا۔ بولک اور شبرا کے علاقوں میں شدید فساد برپا ہو گیا ان علاقوں میں ریلوے اسلحہ خانہ کے کارکنوں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ بولک نے ہجوم میں ٹرام گاڑیوں اور بسوں پر حملہ کر کے انہیں جلا دیا۔ اور روشنی کے کھمبے گرا کر راستہ مسدود کرنے کی کوشش کی۔ پولیس فائر کرنے پر مجبور ہوئی۔ کہا جاتا ہے۔ گر متعدد دبلوائی مقتول ہوئے۔ اس وقت تک ۱۰ آدمی مقتول اور ۸۶ مجروح ہو چکے ہیں۔

—— لندن ۱۶ مئی۔ مسٹر ونسٹن چرچل نے ۱۹۰۰ء کلب کی ایک ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے کہا مفاہمت دہلی سخت تباہ کن اور برطانیہ کے لئے موجب توہین و تذلیل ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان کی طرف سے مختار کل قرار دے کر مسٹر گاندھی کا برطانیہ سے گفت و شنید کرنا ایک ہولناک مصیبت ہی

—— لاہور ۱۸ مئی۔ ضلع فیروز پور کے موضع کھوہی سہرو میں گولی چل گئی۔ حالات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ وہاں پولیس ایک چوکی قائم کرنا چاہتی ہے۔ لوگ اس کے خلاف تھے۔ اس پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ پولیس نے گولی چلا دی۔ جس سے تین آدمی ہلاک اور چودہ آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس کے کچھ آدمی بھی زخمی ہوئے ہیں۔ ۳۷ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں

—— شملہ ۱۸ مئی۔ سرحدی قوانین کی تحقیقات کے لئے حکومت ہند نے جو کمیٹی مرتب کرنے کا اعلان کیا تھا۔ وہ حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہو گی

مسٹر جسٹس نظامت اللہ (صدر) میجر اے۔ ای۔ بی پارسنز خان بہادر عبد الغفور خاں آف زیدہ۔ میاں شاہ نواز ممبر لیجسلیٹو اسمبلی ڈاکٹر ضیاء الدین احمد ممبر لیجسلیٹو اسمبلی۔ رائے بہادر مہر چند کھنہ۔ رائے صاحب حکم چند۔ میاں جان محمد خاں۔ ان کے علاوہ دو اور بھی ممبر ہوں گے۔ جن کے نام بعد میں شائع کئے جائیں گے۔

—— نینی تال ۱۸ مئی آج دوپہر کو گاندھی جی اپنی اہلیہ اور چھ دیگر اصحاب کی معیت میں یہاں پہنچے۔ سر میلکم ہیلی گورنر یو پی نے انہیں گورنمنٹ ہاؤس میں قیام کرنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن گاندھی جی نے شکریہ کے ساتھ اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

—— سری نگر ۱۸ رمئی۔ ولیعہد کے جنم پر مہاراجہ کشمیر نے ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں اعلان کیا۔ کہ مالیہ بندوبست کی میعاد ۲۰ برس کی بجائے ۴۰ برس کر دی گئی ہے۔ فصل ربیع تک مالیہ کی جو رقوم ابھی تک زمینداروں کی طرف واجب الادا ہیں۔ وہ معاف کر دی گئیں۔ لڑکیوں کے لئے تمام ان شہروں میں جہاں میونسپلٹیاں ہیں۔ تعلیم مفت اور لازمی قرار دی گئی۔ ریاست میں بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت دی گئی۔

—— ٹوکیو ۱۷ مئی۔ گزشتہ دس روز سے جاپان میں آتشزدگیوں کی وباء شروع ہے۔ جو ابھی تک جاری ہے ہزاروں عمارتیں جل کر راکھ ہو گئی ہیں۔ اور متعدد جانوں کا نقصان ہوا ہے۔

—— کلکتہ ۱۸ مئی آل بنگال مسلم کانفرنس کے اجلاس میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس دہلی منعقدہ اپریل ۱۹۳۱ء کی قرار دادوں کی تہ دل سے تائید کی گئی۔ ۔۔۔ اور بنگال کے متعلق مطالبہ کیا گیا ۔۔۔ کہ مرکزی مجالس مقننہ میں مسلمانوں کی نیابت جداگانہ طریق انتخاب پر ہو۔ اور بنگال کونسل میں مسلمانوں کو آبادی کے لحاظ سے نشستیں دی جائیں۔

—— کلکتہ ۱۸ مئی۔ البرٹ ہال میں مسٹر شفاعت احمد کی زیر صدارت مسلم یوتھ کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ جس میں ایک ریزولیشن نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کی مذمت اور بھوپال صلح کانفرنس سے اظہار بیزاری میں پاس کیا گیا

—— ناگپور۔ ۱۷ مئی سی پی لیجسلیٹو کونسل کے پریذیڈنٹ سر شنکر جیٹ نویس انفلوائنزا کے اچانک حملہ سے فوت ہو گئے ؛

عبد الرحمن پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام میں پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔